ازلی اس راستے پر چل نکلے ہیں تو یقیناً یہ بھی نشانِ عبرت بنا دیئے جائیں گے۔

حیرت اُن مسلمانوں پر ہے جن کی ''جریان زدہ زبانیں'' ملعون رشدی کی وکالت میں یہودی ونصرانی کتوں کی طرح چل رہی ہیں۔ اور تو اور بے نظیر کو ہی لیجیے' جس کے باپ ذوالفقار علی بھٹو نے یہود ونصاریٰ کے دُم کٹے کتوں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اِسے اپنے لیے توشۂ آخرت قرار دیا تھا۔ اس کی ناخلف بیٹی اقتدار کی ہوس میں اندھی ہو کر امریکہ و برطانیہ کو خوش کرنے کے لیے ملعون رشدی کے ساتھ کھڑی ہوگئی ہے۔ تف ہے تم پر اور صد ہزار لعنت تمہارے اس فکر و عمل پر۔

موجودہ حکمرانوں نے اپنی تمام تر روشن خیالی اور مذہب بیزاری کے باوصف ملعون رشدی کو ''سر'' کا خطاب دینے پر قومی اسمبلی میں قراردادِ مذمت منظور کی اور برطانوی حکومت سے شدید احتجاج کیا ہے۔ بات کچھ بھی نہیں۔ اگر ''او آئی سی'' کے افیونی ہی اُٹھ کھڑے ہوں اور دینی غیرت وحمیت کا ادنیٰ سا مظاہرہ کر ڈالیں تو رشدی رہے گا نہ ''سر''

رشدی کو ''سر'' کا خطاب ملنے پر اُن ''سروں'' پر بھی ہمارا شک یقین میں بدل گیا ہے۔ جنھیں ملکہ اور وائسرائے ہند نے متحدہ ہندوستان پر اپنی ناجائز راجدھانی میں ''سر'' کے خطابات دیئے تھے۔

ہمیں یقین ہے کہ ملعون رشدی، ملعونہ تسلیمہ نسرین اور ایسے ہی دیگر ملعونین خواہ جتنے بھی حفاظتی حصاروں میں رہیں' وہ ایک نہ ایک دن اپنے انجامِ بد کو پہنچیں گے۔ یہ بات تو ہم مسلمانوں کے سوچنے کی ہے کہ:

''آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

''کچھ اہتمامِ فصلِ بہاراں ہوا تو ہے''

یادش بخیر ہمارے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری پوری آب و تاب کے ساتھ اپنے کاروانِ عدل کے جلو میں رواں دواں ہیں۔ ۱۲؍ مئی کو کراچی میں اُن کی آمد کے موقع پر سرکاری سرپرستی میں جس ظلم وسفا کی کا مظاہرہ کیا گیا' اُس کے زخم ہنوز تازہ ہیں اور بے گناہوں کا جو لہو شاہراہوں پر بہایا گیا تھا' وہ رائیگاں نہیں گیا:

کتنے لال لہو میں تڑپے، کتنے گھر بے نور ہوئے
تب کہیں جا کے تنے ہوئے سر جھکنے پر مجبور ہوئے

۲۳؍ جون کو چیف جسٹس اپنے تازہ دم کارواں کے ساتھ لاہور سے ملتان روانہ ہوئے اور پانچ گھنٹوں کا سفر پینتیس گھنٹوں میں طے کیا۔ عوام کا ہجومِ بے کراں جگہ جگہ اُن کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ انھوں نے ملتان میں اپنے خطاب میں اعتراف کیا کہ:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل
لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اگر نصب العین واضح، منزل متعین، قیادت مخلص اور عزم راسخ ہو تو قوموں کی صحیح رہنمائی ہوسکتی ہے۔ بحرانوں سے نکلا جاسکتا ہے اور ملک کو مستحکم کیا جاسکتا ہے:

قوم کی بدنصیبی ہے کہ ساٹھ برسوں میں حکمرانوں اور سیاست دانوں نے مذکورہ بالا صفات اپنانے کی بجائے انھیں پائے حقارت تلے روندا اور طاقت واقتدار کے گھمنڈ میں سب کچھ روندتے چلے گئے۔ ہر ڈھنگ اور ہر رنگ میں قوم کی نگاہوں سے نصب العین اور منزل اوجھل کرنے کی منظّم سازشیں کی گئیں۔ جذبۂ وحدت واخوت سے سرشار کرنے کی بجائے انتشار وافتراق، خاندانی ولسانی تعصّبات اور باہمی منافرت وتصادم پروان چڑھانے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا گیا۔ ان اقدامات سے قومی ادارے تباہ ہوئے، امن وآشتی کی جگہ جنگ وتصادم نے لے لی، اعتماد کی بجائے بے یقینی کی فضا پیدا ہوئی، قومی مفادات کے مقابلہ میں ذاتی مفادات کو ترجیح دی گئی، ملک کی نظریاتی اساس کو منہدم کیا گیا، عریانی اور بے حیائی وفحاشی کو ثقافت کے نام پر فروغ دیا گیا، عورت آبروئے خانہ تھی اور جوان اس کے محافظ، دونوں کو نیکریں، کچھے اور سکرٹس پہنا کر سڑکوں پر دوڑایا گیا، آبرو باقی رہی نہ محافظ، بے غیرتی اور دیوسی کو صبر، برداشت، تحمل اور اعتدال پسندی کا نام دے کر قومی شعار قرار دیا گیا، فکری حرام کاری، نظریاتی بدکاری اور ژولیدہ خیالی کو روشن خیالی اور ترقی پسندی کا مصداق ٹھہرایا گیا۔ غرض قوم کو گمراہ کرنے کے لیے یہود ونصاریٰ سے تمام طریقے امپورٹ کر کے آزمائے گئے لیکن اس سب کچھ کے باوجود اسلام سے قوم کے لازوال رشتے اور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو ختم نہ کیا جاسکا۔

اِدھر محترم چیف جسٹس آئین وقانون کی بالادستی اور قومی اداروں کے تحفظ وبحالی کے لیے میدان میں اُترے اُدھر ناکام ونامراد سیاسی مداری اُن کی چھتری تلے آکھڑے ہوئے۔ بے نظیر اور نواز شریف دونوں نے اپنے اپنے عہدِ اقتدار میں کم وبیش وہ سب کچھ کیا جس کا اوپر تذکرہ ہوا' وہ سزا کے طور پر مکافاتِ عمل کا شکار ہوئے اور وطن سے بے وطن ہوگئے۔ اب پھر پرانے جرائم کے اعادے اور موجودہ حکمرانوں کے بچے کھچے امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے نئے بال وپر لے کر پاک وطن کی فضاؤں میں اڑانیں بھرنے کی کوشش میں ہیں۔ تیسری طرف خوشامدیوں، درباریوں، موقع پرستوں، ابن الوقت نیب زدہ بوزنوں کا طائفۂ خبیثہ کسی نئی کشتی میں سوار ہونے کے لیے کمربستہ ہے۔ اگر موجودہ حکمران زوال آشنا ہونے کو ہیں تو اس میں موجودہ اپوزیشن قیادت کا کوئی حصہ اور کمال نہیں۔ اس میں قوم کے بے گناہ افراد کا خون شامل ہے۔ اُن شہیدوں کو یاد رکھنا چاہیے اور اپنے سابقہ جرائم سے کامل توبہ کر کے ملک وقوم کی حقیقی خدمت کا عہد کرنا چاہیے۔

☆☆☆